کسی کو چیز خریدنے کا کہا تو وہ اپنی چیز مؤکل کو بیچ سکتا ہے ؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میرا کپڑے کا کام ہے، میرے اس کام میں ایک صورت یہ پیش آتی ہے کہ مثلاً زید کو کسی نے کہا کہ تم میرے لئے فلاں کپڑا 500 کلو خرید لو اور زید کو اس نے اس کے مطابق رقم دے دی، اب زید بجائے اس کے کہ وہ کسی دوسرے سے وہ کپڑا خریدے یا دوسرے شہر جا کر خریداری کرے، وہ یہ کرتا ہے کہ جو اس کے پاس اسی مال کا اسٹاک رکھا ہوتا ہے یعنی وہی کپڑا اس کے پاس رکھا ہوتا ہے جو مطلوبہ وزن کے مطابق ہوتا ہے، تو وہ اپنا ہی مال مؤکل کو بتائے بغیر اسے بیچ دیتا ہے۔ مؤکل یہ ہی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس نے کسی سے خریدا ہے۔ کیا یہ صورت جائز ہے ؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں زید کا طریقہ کار شرعاً جائز نہیں۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ اس صورت میں زید کو اُس مال کی خریداری کا وکیل بنایا گیا ہے اور شرعی اعتبار سے خریداری کا وکیل اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے خریداری نہ کرے یعنی وہ مؤکل کو اپنا ہی مال نہ بیچے اگرچہ وہ مال مؤکل کی مطلوبہ کوالٹی اور مقدار کے مطابق ہو، کیونکہ اپنا ہی مال بیچنے کی صورت میں ایک ہی شخص کا بیک وقت بائع و مشتری ہونا لازم آتا ہے، یعنی اس وقت چونکہ وہ اپنا مال بیچ رہا ہے، اس لئے

وہ بائع ہے اور مؤکل کی طرف سے وکیل بن کر خرید بھی رہا ہے، لہٰذا مشتری ہے، جبکہ شرعی اعتبار سے یہ درست نہیں۔

اس کی جائز صورت یہ ہے کہ زید اپنے مؤکل کو بتا دے کہ اسی طرح کا مال اس کے پاس پڑا ہوا ہے، اگر آپ خریدنا چاہیں تو خرید لیں، ایسی صورت میں اگر مؤکل اپنی رضامندی سے خود اس مال کو زید سے خرید لیتا ہے، تو یہ معاملہ بالکل درست ہو جائے گا کیونکہ اب یہ عقد جدید ہوگا، جس کا وکالت سے کوئی تعلق نہیں۔

ملک العلماء علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں: "الوكيل بالشراء لا يملك الشراء من نفسه؛ لأن الحقوق في باب الشراء ترجع إلى الوكيل، فيؤدي إلى الإحالة: وهو أن يكون الشخص الواحد في زمان واحد مسلما ومتسلما مطالِبا ومطالَبا؛ ولأنه متهم في الشراء من نفسه. ولو أمره الموكل بذلك لا يصح، لما ذكرنا" **ترجمہ:** خریداری کا وکیل خود اپنے آپ سے خریدنے کا اختیار نہیں رکھتا، کیونکہ خریداری کے باب میں حقوق وکیل کی طرف لوٹتے ہیں، تو اس طرح یہ احالہ کا باعث ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں اس شے کو سپرد کرنے والا بھی ہو اور اس تسلیم کو قبول کرنے والا بھی، مطالبہ کرنے والا بھی ہو اور جواب دہ بھی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ خود اپنی ذات سے خریداری کرنے میں اس پر تہمت لگے گی اور اگر مؤکل نے خود اس خریداری کا حکم دیا تب بھی یہ صحیح نہیں اسی وجہ سے جس کو ہم نے ذکر کر دیا۔ (بدائع الصنائع، ج 06، ص 31 دار الکتب العلمیۃ)

اسی طرح شرح مجلۃ الاحکام میں ہے: "(لو باع الوكيل بالشراء ماله لموكله لا يصح) يعني لو اشترى الوكيل بالشراء مال نفسه لموكله لا يصح شراؤه، ولو قال له: اشتر مال نفسك لي؛ لأن الشخص الواحد ليس له أن يتولى طرفي العقد" **ترجمہ:** (اگر خریداری کے وکیل نے اپنا مال اپنے موکل کو بیچا تو یہ بیع درست نہیں) یعنی اگر خریداری کے وکیل نے اپنا خود کا مال اپنے موکل کیلئے خریدا تو یہ خریداری جائز نہیں اگرچہ موکل نے اس کو اجازت دیتے ہوئے کہا ہو کہ میرے لئے اپنا مال خرید لو، ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے

کہ ایک شخص عقد کے دونوں طرف کا عاقد نہیں ہوسکتا۔ (دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام، المادۃ 1488، ج03، ص599، دار الجیل)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0577

تاریخ اجراء: 28ذوالقعدۃ1446ھ/26مئی2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net